© rasailojaraid.com



۲۔ شیطان کی طرف سے پریشان کن خواب۔

۳۔ حالتِ بیداری میں انسان کسی چیز کے متعلق زیادہ سوچے' وہی خواب میں نظر آتا ہے، جسے ''حدیث النفس'' کہا جاتا ہے۔(صحیح مسلم رقم ۵۸۶۵)

اگر کسی کو اس چیز کے متعلق خواب نظر آئے جس کیلئے اس نے استخارہ کیا تھا' تو اس کا ''حدیث النفس'' ہونا زیادہ قرین قیاس ہے' جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، یہ تو زیادہ سوچ بچار کی وجہ سے نظر آتا ہے، یا اس میں شیطان کی دخل اندازی ہو سکتی ہے۔ جو کہ خوابوں کی دوسری قسم ہے۔حقیقی خواب عام طور پر سچا مؤمن اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھتا ہے، پھر اس کی تعبیر کیلئے کسی ماہر عالم کی ضرورت ہوتی ہے' جو صحیح تعبیر کرے۔ پھر یہ بات بھی صحیح مسلم کی اسی روایت میں آئی ہے (**وأصدقکم رؤیا أصدقکم حدیثا**) ''جو اپنی عام گفتگو میں سچا ہوگا اتنا ہی اس کا خواب بھی سچا ہوگا۔'' اس کے باوجود یہ حقیقی خواب بھی استثنا اس کی حد تک ہے' اس پر کسی کام کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی، بلکہ اگر کوئی خیر دیکھ لے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے یہ خیر مانگیں، اگر شر دیکھیں تو دعا کریں کہ اللہ اسے ٹال دے، اور کسی سے اس خواب کا ذکر نہ کیا جائے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی تعلیم ہے۔خلاصہ کلام یہ کہ خواب کا استخارہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

۴۔ ان خود ساختہ شروط میں استخارہ کر کے فوراً سو جانا اور سوتے ہوئے طہارت کا التزام اور بستر کی صفائی و پاکیزگی کا اہتمام بھی شامل ہے۔حالانکہ شرعاً استخارہ اور نیند میں کوئی تعلق ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح کے تکلفات ☆ سے استخارے کے اس آسان اور مسنون کام کو جان بوجھ کر مشکل بنا لیا گیا ہے اور اس کی برکت سے عام مسلمان محروم ہو رہے ہیں۔ بلکہ یہ اعمالِ کہانت کے ضمن میں آکر بعض اشخاص کا ذریعہ معاش بنا ہوا ہے۔

استخارہ کے متعلق معلومات اور تحقیق کیلئے حدیث صلاۃ الاستخارۃ روایۃً ودرایۃً للدکتور عاصم القریوتی اور البدر الباری الی فیض الباری للشیخ محمد بدر عالم ۲/ ۲۴۷۔۲۴۸ مفید ہے۔

آخر میں تمام علماء کرام سے انتہائی ادب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس حساس دینی مسئلے پر غور کریں اور اسے مذاق کا نشانہ بننے نہ دیں اور استخارہ کے مسنون طریقے سے لوگوں کو متعارف کرائیں اور انہیں غلو سے بچائیں۔ اللہ ہم سب کو سنت پر چلتے ہوئے توحید پر خاتمہ ہونے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین!

---

☆ مسلمان کو ہر وقت اپنا جسم اور لباس پاک رکھنا چاہیے، بستر کی پاکیزگی بھی اسی کا حصہ ہے۔ باوضو ہو کر سونا سنت ہے اور جنابت کی حالت میں اس کا حکم بھی ہے۔ لہٰذا انہیں "تکلفات" قرار دینا محل نظر ہے۔ البتہ اسے صرف استخارہ سے منسلک کرنا ثابت نہیں۔

(عبدالوہاب خان)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town, Lahore-54700
Phone. 5866476-5866396



درس حدیث

# نماز میں امام کی پیروی کی اہمیت وضرورت

ثناء اللہ عبدالرحیم

عن الزهريؒ قال سمعت أنس بن مالك ﷛ يقول: (سقط النبی ﷺ عن فرس فجحش شقه الأيمن فدخلنا عليه نعوده، فحضرت الصلاة فصلى بنا قاعدا، فصلينا وراءه قعودا، فلما قضى الصلاة قال: ''**إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وإذا سجد فاسجدوا وإذا رفع فارفعوا وإذا قال: سمع الله لمن حمده، فقولوا: ربنا ولك الحمد، وإذا صلى قاعدا فصلوا قعودا أجمعون**)

تخريج الحديث: [صحیح البخاری مع الفتح ۲/ ۱۷۳ حدیث ۶۸۹، صحیح مسلم ۴/ ۱۳۰]

ترجمہ: ''امام محمد بن شہاب الزہریؒ نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک ﷛ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ گھوڑے سے گرے اور آپ کے دائیں پہلو پر زخم آیا۔ ہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کے ہاں داخل ہوئے، اتنے میں نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت فرمائی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ جب نماز پوری ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''**امام اسی لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ لہٰذا جب وہ الله اكبر کہے تو تم بھی اس کے بعد الله اكبر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو اور جب وہ اٹھ جائے تو تم اٹھو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو۔ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کے نماز پڑھو۔**''

صحیحین کی بعض روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں: (واذا صلى قائما فصلوا قياما واذا ركع فاركعوا) ''**جب امام کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو**''۔ بعض روایات میں آیا ہے: (انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه) [مسلم ۴/ ۱۳۳] اور بعض روایات میں آیا ہے: کان رسول الله ﷺ يعلمنا يقول: **لاتبادروا الامام** (مسلم: ۴/ ۱۳۴)

## شرح المفردات

(جُحِشَ) : ای: خدش یعنی خراش آیا ، زخم آیا۔

(شقه الأيمن): دائیں پہلو۔ بعض روایات میں ساقه الأيمن یعنی دائیں پنڈلی آیا ہے۔

(فحضرت الصلاة): نماز کا وقت ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرض نماز تھی۔

(ليؤتم به): تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## تشریح وفوائد:

اس حدیث میں مقتدیوں پر امام کی اتباع اور پیروی لازم ٹھہرائی گئی ہے، لہٰذا مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ افعالِ نماز میں اپنے امام کی اقتداء کریں۔ تمام افعال ظاہرہ امام کے ادا کرنے کے بعد بجالائے جائیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے (انما جعل الامام لیؤتم به) یعنی امام کو اسی لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ اور مقتدی وتابع کی شان یہ ہے کہ وہ امام اور متبوع سے پہل نہ کرے اور نہ امام کے آگے کھڑا ہو، بلکہ تمام افعال اس کے بعد کرنے کا اہتمام کرے اور اس کی مخالفت سے اجتناب کرے۔

1۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: متابعة الامام واجبة في الافعال الظاهرة، وقد نبه عليها في الحديث فذكر الركوع وغيره بخلاف النية، فانها لم تذكر وقد خرجت بدليل آخر. یعنی امام کی پیروی افعال ظاہرہ میں واجب ہے، جیسے حدیث میں رکوع، سجدہ وغیرہ کے متعلق آیا ہے۔ اس حکم میں تمام افعالِ نماز شامل ہیں۔

البتہ نیت میں امام کی متابعت ضروری نہیں، کیونکہ یہ پوشیدہ عمل ہے اور حدیث ہذا میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ (فتح الباری ۱۷۸/۲، نیل الأوطار ۱۵۸/۳) نیت میں امام کی متابعت ضروری نہ ہونے کے بعض دلائل یہ ہیں:

(۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔ [متفق علیه] جبکہ قوم کی نماز فرض ہوتی تھی اور معاذ رضی اللہ عنہ کی نفل۔

(۲) آپ ﷺ نے بحالت مسافر اہل مکہ کو نماز پڑھانے کے بعد ارشاد فرمایا: (يا أهل مكة قوموا فصلوا ركعتين أخريين فانا قوم سفر) "اے مکہ والو! اٹھو اور دو رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز پوری کرلو، کیونکہ ہم مسافر ہیں۔" (مسند الامام احمد)

2۔ (واذا ركع فاركعوا): میں (فاء) تعقیب کے لیے ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ امام کے رکوع میں جانے کے بعد مقتدی رکوع میں جائے۔ اسی طرح امام کی تکبیر کے بعد مقتدی تکبیر کہے۔ سنن ابی داؤد میں زیر درس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"ولا تكبروا حتى يكبر...... ولا تركعوا حتى يركع...... ولا تسجدوا حتى يسجد......"

امام سے پہل کرنے والوں کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (أما يخشى أحدكم- أو: لا يخشى أحدكم- إذا رفع رأسه قبل الإمام أن يجعل الله رأسه رأس حمار أويجعل الله صورته صورة حمار) [بخاری ۱۸۲/۲، حدیث ۶۹۱] "کیا وہ شخص ڈرتا نہیں جو اپنے امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے کہ اللہ اس کا سر گدھے کے سر سے تبدیل کرے یا اس کی صورت گدھے جیسی بنادے؟!" مسند بزار میں ہے: "الذي يخفض ويرفع قبل الإمام إنما ناصيته بيد الشيطان" [فتح الباری ۱۸۳/۲] "جو شخص امام سے پہلے جھک جاتا ہے یا اٹھتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہاتھ میں ہوتی ہے۔"

ثابت ہوا کہ امام سے پہل کرنا ہر حالت میں حرام ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے شکل مسخ کرنے کی شدید ترین وعید بیان فرمائی ہے، پس ایسے آدمیوں کی نماز باطل ہے۔ تکبیرۃ الاحرام میں تو امام سے پہل کرنے والے کی نماز کو بالاتفاق باطل ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی طرح امام سے پہلے سلام پھیرنے والوں کی بھی نماز درست نہیں ہوگی۔ یہی ابن عمرؓ، امام احمدؒ اور اہل الظاہر کا مذہب ہے۔ چونکہ اس میں نہی (منع) آیا ہے اور نہی فساد کا متقاضی ہے۔[فتح الباری ۲/۱۸۳]

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: (ليس لمن سبق الامام صلاة لهذا الحديث ۔ قال: ولو كانت له صلاة لرجى له الثواب ولم يخش عليه العقاب) "امام سے پہل کرنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر اس کی نماز درست ہوتی تو ضرور اس کے لیے ثواب کی امید کی جاتی اور عقاب کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔"

جمہور علماء کے نزدیک ایسے شخص کی نماز ادا ہوگی۔ لیکن اس نہی کے ارتکاب پر گناہ آئے گا۔

3۔ (واذا قال سمع الله لمن حمده، فقولوا : ربنا ولك الحمد) "اور جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو"۔ اس میں ربنا لک الحمد بھی صحیح سند سے مروی ہے۔(بخاری ۲/۲۸۳)

امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ امام صرف سمع الله لمن حمده کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد پڑھے، چونکہ اس روایت میں صرف یہی ذکر ہے۔

امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں: وفيه نظر، لأنه ليس فيه ما يدل على النفى، بل فيه أن قول المأموم " ربنا ولك الحمد" يكون عقب قول الامام "سمع الله لمن حمده" والواقع فى التصوير ذلك، لأن الامام يقول التسميع فى حال انتقاله والمأموم يقول التحميد فى حال اعتداله ۔ "مذکورہ قول محل نظر ہے اور اس روایت میں اس (تسمیع) کی نفی نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام رکوع سے اٹھتے وقت سمع الله لمن حمده کہے گا اور یہ انتقال رکن ہے۔ (اس میں بھی ماموم کو چاہیے کہ امام کی متابعت کرے یعنی اس کے بعد کہے) پھر ماموم حالت اعتدال میں ربنا ولك الحمد کہے۔"

بعض اور دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سمع الله لمن حمده اور ربنا ولك الحمد دونوں کہے۔ (كان النبى ﷺ اذا قال سمع الله لمن حمده قال: اللهم ربنا ولك الحمد) (بخاری، حدیث: ۷۹۵) "یعنی نبی کریم ﷺ سمع الله لمن حمده کے بعد اللهم ربنا ولك الحمد بھی کہتے۔" ایک اور روایت میں ہے: (اذا قال الامام "سمع الله لمن حمده"، فقولوا "اللهم ربنا ولك الحمد" فانه من وافق قولُه قولَ الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه)[بخاری، حدیث: ۷۹۶] اور یہی مسألہ تأمین کے قریب ہے کہ امام جب ﴿ولا الضالين﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ چونکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بعض دوسری روایات میں یہ بھی ہے: '' اذا قال الامام ﴿ولا الضالین﴾ فقال" آمین" فقولوا آمین ''یعنی امام جب ﴿ولا الضالین﴾ کے بعد آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔'' (فتح الباری: ۲/۲۸۵) لہٰذا امام اور مقتدی دونوں ربنا ولك الحمد کہیں گے اور یہی جمہور کی رائے ہے۔

امام شافعیؒ، عطاء اور ابن سیرینؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی دونوں سمع الله لمن حمده اور ربنا ولك الحمد کہیں گے۔ لیکن جمہور نے کہا اگر منفرد ہے تو دونوں کو جمع کر کے پڑھے، اگر باجماعت نماز ادا کر رہا ہو تو امام سمع الله لمن حمده اور ربنا ولك الحمد دونوں کہے، لیکن مقتدی صرف ربنا ولك الحمد کہے۔ امام دارقطنیؒ کی ایک روایت میں مقتدی کے بھی سمع الله لمن حمده کہنے کا تذکرہ ملتا ہے، لیکن اس کی سند میں کمزوری ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری نے کہا ہے: اسی طرح مقتدی کا سمع الله لمن حمده کہنا بھی درست ہے۔ کیونکہ یہ وظیفہ انتقال ہے۔ اس حدیث میں دراصل امام اور مقتدی کو آگاہ کرنا مقصود ہے کہ وہ امام کی اقتداء کس طرح کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مقتدی کے لیے تسبیح وتحمید پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے۔ امام سیوطیؒ نے اس پر مستقل رسالہ لکھا ہے، جو ان کے فتاوی الحاوی میں مطبوع ہے۔ (شرح بلوغ المرام ۱/۲۷۴)

4۔ (واذا صلى قاعدا فصلوا قعودا أجمعون) ''اور امام جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم نبی ﷺ کے مرض کے دوران پڑھائی گئی نماز سے منسوخ ہے۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے اس وقت امام کی حیثیت سے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی تھی اور باقی سب نمازیوں نے کھڑے ہو کر۔

لیکن بعض علماء فرماتے ہیں کہ حدیث (اذا صلى قاعدا فصلوا قعودا أجمعون) محکم ہے منسوخ نہیں۔ جب امام کے عذر و مرض کے دور ہونے کی توقع نہ ہو جیسا کہ مرض الموت میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی، جبکہ مقتدیوں نے کھڑے ہو کر۔ تو اس وقت نمازیوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا ہوگا۔ اگر ایسا عذر یا بیماری ہے جس سے شفا یقینی ہو تو مقتدی حضرات بھی بیٹھ کر نماز ادا کریں، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کی پنڈلی پر خراش تھی یا دائیں پہلو میں زخم تھا۔ اور یہ وقتی تکلیف تھی، اس میں شفا یقینی تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مقتدیوں کو بھی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (فتح الباری ۲/۱۷۶)

**خلاصہ حدیث:** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو امام کی پیروی و اتباع کرنا چاہیے۔ کسی چیز میں امام سے آگے نہ بڑھے۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک امام کے پیچھے پیچھے رہنے کی کوشش کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سجدہ میں سر مبارک رکھ لیتے تو ہم سجدہ کے لیے جھکتے تھے۔ اللہ پاک ہمیں اتباع سنت کی توفیق بخشے۔ (آمین)

* * * * * *

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## تکمیل :

"اذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعودا اجمعون" اس مسئلے میں ترجیح کی بنیاد اس اختلاف پر ہے کہ مرض الموت میں رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی میں امامت فرمائی تھی یا صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا ؟ اس بارے میں علماءؒ کے کئی نظریات ہیں:

**{1} آپ ﷺ نے امامت فرمائی تھی۔** عن عائشة قالت :"لما ثقل رسول الله ﷺ ......... قال: "مروا أبا بكر فليصل بالناس" فلما دخل فى الصلاة وجد رسول الله ﷺ فى نفسه خفة فقام يهادى بين رجلين ورجلاه تخطان فى الارض حتىٰ دخل المسجد ، فلما سمع ابو بكر رضي الله عنه حسه ذهب يتأخر فأومأ إليه رسول الله ﷺ فجاء رسول الله ﷺ حتىٰ جلس عن يسار أبى بكر رضي الله عنه ، فكان ا بو بكر رضي الله عنه يصلى قائما و كان رسول الله ﷺ يصلى قاعدا يقتدى أبوبكر رضي الله عنه بصلاة رسول الله ﷺ والناس يقتدون بصلاة أبى بكر رضي الله عنه." [بخارى، كتاب الأذان ،باب ٦٨ الرجل يأتم بالإمام و يأ تم الناس بالمأموم ٢/٢٣٩، مسلم، كتاب الصلاة حديث:٩٥ مع المنهاج ٤/١٤١]

قال الحميدىؒ: صلى النبى ﷺ جالسا والناس خلفه قياما.[بخارى، الأذان، إنما جعل الإمام ٢/٢٠٤]

قال ابن حجرؒ:(عن يسار أبى بكر)"هٰذا هو مقام الإمام" [فتح البارى ٢/١٨١]

قال الصنعانىؒ:فهى تبين ما أجمل فى الأخرىٰ وبه يتضح أنه ﷺ كان أماماً.[سبل السلام ٢/١٧]

و ذكر الشيخ عبدالله بن محمد بن عبدالوهابؒ والشيخ صفى الرحمن المباركفورى أن النبى ﷺ أم الناس فى مرضه.[مختصر سيرة الرسول ﷺ ص:٥٩٢، الرحيق المختوم ص: ٤٦٧]

**{2} آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی تھی۔**

کیونکہ حدیث عائشہؓ کے راویوں میں سے اعمش کے شاگردوں میں سے ابومعاویہ کا مرتبہ دوسروں سے بلند تر ہے۔ (الفتح)

عن أنس رضي الله عنه :"أن النبى ﷺ صلى فى مرضه خلف أبى بكر رضي الله عنه قاعدا فى ثوب متوشحا به" [الترمذى ٣/١٩٧ وقال: حديث حسن صحيح ـ الموسوعة الفقهية ٣٤/١٠٩]

عن ابن عباس رضي الله عنه :أن أبا بكر رضي الله عنه كان مأموماً.[فتح البارى ٢/١٨٢]

ربیعہؒ سے امام مالکؒ نے نقل کیا ہے کہ مرض الموت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی امام تھا۔[الفتح بحواله الأم للشافعىؒ]

قال ابن هشامؒ : جلس ﷺ إلى جنبه فصلى قاعدا عن يمين أبى بكر رضي الله عنه. [سيرة ابن هشام ٢/٦٥٣]

ابن حجرؒ نے عموم حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ "ما كان لابن أبى قحافة أن يتقدم بين يدى رسول الله ﷺ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



[بخاری،اذان، باب من دخل لیؤم ......۲/۱۹۶] کو بھی مرجحات میں شمار کیا ہے۔[فتح الباری ۲/۱۸۲]

**{3} آپ ﷺ کی اس نماز کا معاملہ مشکوک ہے۔** لہٰذا اس سے کوئی بھی استدلال کرنا ممکن نہیں۔

روی ابن خزیمةؒ عن عائشةؓ قالت:" **من الناس من يقول كان أبوبكر ؓ المقدم بين يدي رسول الله ﷺ و منهم من يقول كان النبي ﷺ المقدم۔** " قال منیر: **دلت على أن عائشة سمعت بهذا من الصحابة فاختلفوا عليها ولم تشاهد بنفسها فمرة تجزم ومرة تشك۔**[تعليقه على الروضة الندية :۱/۱۲۱ و انظر سبل السلام ۲/۱۴، نيل الأوطار ۳/۱۹۳]

قال القرطبيؒ في شرح مسلم : "**لم يقع في الصحيح بيان جلوسه ﷺ هل كان عن يمين أبي بكرأو يساره**" امام ابن حجرؒ نے صحیح مسلم کے شارح کی اس غفلت پر تعجب کیا ہے، کیونکہ "**جلس عن يسار ابي بكر** " بخاری کے علاوہ مسلم میں بھی ہے۔ [فتح الباری ۲/۱۸۱] اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث کو مضطرب و مشکوک کہنا ہرگز درست نہیں۔

**{4} بعض نمازوں میں امامت فرمائی اور بعض میں اقتدا۔**

امام ابن حجرؒ نے مختلف روایات میں تطبیق کی یہ صورت بھی بیان کی ہے۔[فتح الباری ۲/۱۸۲]

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے چار دن قبل مغرب کی نماز پڑھائی اور عشاء کی نماز سے آخری دن کی نماز فجر تک کل سترہ نمازیں آپ ﷺ کے حکم سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے پڑھائیں۔[الرحيق المختوم ص:۴٦٧]

ترجیح: اگر صحیح اور صریح روایت سے تعدد کا ثبوت ملتا تو یہی قابل قبول ہوسکتا تھا۔ بصورت دیگر پہلا قول ہی متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے۔ نیز درج ذیل قرائن اس کی تائید کرتے ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ اور تمام صحابہ کرام ؓ کی تمناؤں کا تقاضا ہے کہ آپ ہی امامت فرماتے۔

(۲) مسجد نبوی اور حجرۂ عائشہ کے محل وقوع سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوں، کیونکہ یہی آپ ﷺ کے لیے زیادہ آسان تھا۔ واللہ أعلم

## بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے مقتدیوں کو کیسے نماز ادا کرنا چاہیے ؟

**{1} جابر، ابوہریرہ، اسید بن حضیر، قیس بن قھد ؓ، عطاء، جابر بن زید، ابوالشعثاء، عبدالرزاق، محمد بن نصر، احمد، اسحاق، اوزاعی، عبدالرزاق، ابن المنذر** اور **اھل الظاھر** رحمھم اللہ کے نزدیک مقتدیوں کو امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے، اگرچہ انہیں کوئی عذر نہ ہو۔ ابن حبانؒ نے اس کے مخالف کسی بھی صحابی سے منقول نہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اس قول کو اجماع صحابہ ؓ قرار دیا ہے۔ البانیؒ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔[صفة صلاة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



النبی ﷺ : ص ۱۳۹ ] ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ بیٹھے ہوئے امام کے پیچھے بیٹھ کر پڑھنے کا حکم قولی حدیث میں ہے، جو فعلی حدیث پر مقدم ہے۔

۲۔ ابن خزیمہؒ نے کہا: یہ حکم صریح ہے، اس کی اسنادی حیثیت پر کوئی کلام اور متن میں کوئی اختلاف نہیں۔ [نیل الأوطار ۱۹۳/۳]

۳۔ اس حکم کی حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ فارس وروم کے کفار کی مشابہت سے اجتناب ہو۔ اور یہ سبب ایسا ٹھوس ہے کہ جس کی فرضیت لوگوں سے ساقط نہیں ہو سکتی۔

۴۔ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور وفات کے بعد بھی اسی پر عمل کیا ہے، جیسے کہ جابر بن عبد اللهؓ [ ابن ابی شیبة ، باسناد صحیح]، **اسید بن حضیر**ؓ **اور قیس بن قهد**ؓ سے بھی مروی ہے۔ [التعلیق علی الروضة الندیة ۱۲۲/۱]

(۲) امام مالکؒ کی ایک روایت، امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، اوزاعیؒ، خطابیؒ، حازمیؒ، ابن دقیق العیدؒ، قاضی عیاضؒ اور نوویؒ وغیرہ جمہور فقہاء سے منقول ہے کہ امام کسی عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔

انہوں نے قول اول کے دلائل کے یہ جواب دیے ہیں :

۱۔ دعوائے نسخ: "......**فصلوا جلوسا أجمعون**" کا حکم مرض وفات کی امامت سے منسوخ ہے۔ یہ امام شافعیؒ اور حمیدیؒ کا قول ہے۔ [بخاری، اذان، باب انما جعل الامام ......۲/۲۰۴] نوابؒ نے شاہ ولی اللہؒ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ [الروضة الندیة ۱۲۱/۱، سبل السلام ۱۴/۲، الموسوعة الفقهیة ۱۰۹/۳۴]

۲۔ دعوائے تخصیص: یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ اس تخصیص کے دلائل یہ ہیں:

۱۔ قوله تعالیٰ: ﴿ **يأيها الذين اٰمنوا لا تقدموا بين يدى الله ورسوله** ﴾ [الحجرات/۱]

جواب: یہ نماز کے علاوہ پر محمول ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے پیچھے نماز ادا فرمائی ہے اور حضرت صدیقؓ کو بھی امامت جاری رکھنے کا اشارہ فرمایا ہے۔ [متفق علیہ] بعض روایات کے تحت آپ ﷺ نے ان کی اقتدا بھی فرمائی ہے۔

۲۔ **حدیث الشعبی قال رسول الله** ﷺ : "**لا يؤمنّ أحد بعدى جالساً**" [ سنن الدارقطنی ]

جواب: اس کی سند جابر الجعفی عن الشعبی مرسلاً ہے اور جابر متروک ہے، دوسری سند میں مجالد ہے جو کہ ضعیف ہے۔ نیز اس کے خلاف احادیث بھی ہیں: " **ان أسيد بن حضير**ؓ **كان يؤم قومه فجاء رسول الله** ﷺ **يعوده فقيل يا رسول الله** ﷺ **إن إمامنا مريض ،فقال: "إذا صلى قاعدا فصلوا قعودا**" [ رواه أبو داؤد وقال هذا ليس بمتصل] **وروى عبد الرزاق عن قيس بن قهد الأنصارى**ؓ **أن إماما لهم اشتكى على عهد**

© rasailojaraid.com